اذانِ قلندر

پیر قلندر سید محمود الحسن شاہ خاکی

آذانِ قلندر

پیر سید محمود الحسن شاہ مستوار قلندر
سجادہ نشین دربار مخدوم پور شریف (مرید) ضلع چکوال، پاکستان

الخاکی پبلیشرز
L.G.F 12 سینٹرل پلازہ گارڈن ٹاؤن لاہور
Mob: 0321-9490655 Ph: 042-5889481
E mail: saif_tum@hotmail.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

الخاکی پبلیشرز نے
لاہور سے چھپوا کر شائع کی

نام کتاب	:	اذانِ قلندر
تصنیف	:	پیر قلندر سید محمود الحسن شاہ خاکی
ڈیزائننگ، کمپوزنگ	:	سیف الرحمٰن محمودی
تدوین	:	نبیل عرفان
زیرِ اہتمام	:	محبت مشن سینٹر (مخدوم پور شریف)
بارِ طباعت اول	:	اگست ۲۰۰۲ء (۵۵۰)
بارِ طباعت دوئم	:	فروری ۲۰۰۴ء (۵۰۰)
بارِ طباعت سوئم	:	جنوری ۲۰۰۷ء (۵۵۰)
بارِ طباعت چہارم	:	دسمبر ۲۰۱۰ء
تعداد	:	۶۰۰
قیمت	:	۳۰۰ روپے

انتساب

میں اپنی اس کتاب، " آذانِ قلندر " کا انتساب،

جناب مولائے کُل ، **مولا علی** کرم اللّٰہ وجہ الکریم

کے نام کرتا ہوں کہ جن کے دل کی نگاہ سے ناچیز نے لکھنا شروع کیا۔ اور میرے لکھنے کی وجہ بھی جنابِ مولا علی کرم اللہ وجہ الکریم ہی بنے کیونکہ اُنکی شان میں قوالی سنی، اُس سے وجود میں وجد پیدا ہوا اور وجد نے جب زبان کھولی تو " آذانِ قلندر "، کتاب کی صورت میں مکمل ہوگئی۔

فہرست

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
11	حرفِ لا مکاں	۱۔
17	حصہ نعت	۲۔
18	دیوانہ یہ تو تیرا ہی دیوانہ ہے	
20	آقا سے مجھے دوری بڑی مشکل ہوتی ہے	
22	میں فقیرِ مصطفیٰؐ ہوں مجھے کوئی غم نہیں	
24	یارب تو اپنی ذات کا جلوہ دکھا مجھے	
26	تھا جس کے مقدر میں نظارہ تیرے در کا	
28	کام جو بڑا سرور کا ہے	
30	شہر تمہارا بڑا سہانا لگتا ہے	
32	عارفانہ کلام	۳۔
33	میرے مولا سن لے دعائیں تو ان کی	
36	پنجابی کلام	۴۔
37	اے قلندر سوہنے دا ہر وقت موالی اے	
39	تیرے بن میری کوئی زندگی نئیں	

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
42	قطعات	
48	حصہ منقبت	۵۔
49	در شانِ مرشد	
51	منقبتِ غوث پاکؒ	
55	منقبتِ امام حسینؓ	
57	منقبتِ امام حسینؓ	
60	روحِ روحانیت	۶۔
62	غزلیات	۷۔
88	قطعات	۸۔
	68	
	فا ہے کیوں اس سے تم 80	
82	اللہ نے کیسی قسمت بنائی فقیر کی	
85	قطعات	۷۔
171	رُباعیات	۸۔
177	متفرق	۹۔

۱۰۔	متفرق اشعار	185
۱۱۔	قلندری ماہیے	195
۱۲۔	عصرِ حاضر	199

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ لامکاں

سب تعریفیں اس مالکِ بے نیاز کے لئے ہیں جو زبردست حکمت والا اور غالب ہے۔ پُرنور ہے، موجود ہے، دائم ہے، قائم ہے اور جس کی ذات کو یہ شرف حاصل ہے کہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی ہے، حیّ القیوم ہے، زبردست عطا کرنے والا ہے۔ بے حد و حساب خزانوں کا مالک بے شمار سخاوت سے عطا کرتا ہے اور اپنے بندوں کو اپنی تجلی کا مرکز بنا دیتا ہے اور پھر اس تجلی کے دیدار کی خاطر، اس کی دیگر مخلوقات کشاں کشاں کھنچی چلی آتی ہیں اور یہ سلسلہ رواں دواں رہتا ہے۔ اشرف المخلوقات بے حد و حساب و بے شمار برکات کو سمیٹتے، سینوں کو انوار سے منوّر کرتے اور قلوب کو ذاتِ پاک کی خوشبو سے مزیّن کرتے ہیں۔

اَن گنت اور لاتعداد درود و سلام ہوں اُس ذات پر کہ جس پر ایسی خصوصیات کی حامل ذاتِ کاملہ فریفتہ و فدا ہے اور محبوب پر اتنی خوش ہے، جتنا کہ محبوب کا حق ہُوا کرتا ہے۔ اپنا سب کچھ اپنی توجہ کے اس مرکز کو عطا کر کے ہر چیز کا مولا بنا دیا۔ اب کوئی بھی اس مولائے کُل کی رضا کے بغیر کچھ حاصل نہیں کر سکتا اور اس کے بغیر اگر کسی کا دعویٰ ہے تو وہ شیطانِ لعین ہے کیونکہ یہ طالب و مطلوب کا معاملہ ہے۔ اس میں دخلِ دینا سوائے گمراہی، تباہی اور

ذلالت کے کچھ نہیں!

قارئینِ کرام! یہ جو کتاب آپ کے سامنے ہے، اس میں درسِ روحانیت اور طریقت کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ جو کوئی عقلِ بیدار کے ساتھ اس کا مطالعہ کرے گا تو انشاء اللہ اس کے ضمیر کو ضرور روشنی حاصل ہوگی اور نفس و دل کے امراض کا علاج اس میں مُضمر ہے کہ فقیر کا کاسہ تو جامِ جہاں نما ہوتا ہے جو اس خرابات میں مئے مست لٹاتا ہے اور ہر ایک بہ اندازہ ءجام پیتا ہے۔

ناچیز قلندر مخدوم پور شریف میں پیدا ہوا جو کہ موضع مرید ضلع چکوال میں شامل ہے۔ ابتدائی تعلیم مرید گاؤں سے ہی مڈل تک حاصل کی۔ کیونکہ اس زمانے میں گاؤں میں مڈل تک ہی مدرسے تھے۔ بعد ازاں درسِ نظامی کیا۔ پھر پرائیویٹ میٹرک کیا۔ بعد ازاں گورنمنٹ ڈگری کالج چکوال سے بی۔اے۔ تک تعلیم حاصل کی۔ پھر اچانک والدِ محترم پیر سید رسول شاہ خاکی کا وصال ہو گیا اور ناچیز قلندر کو سلسلہ کی تمام ذمہ داریاں سنبھالنا پڑیں۔ پھر اللہ اور رسولؐ کی مدد، حضور غوثِ اعظمؓ کی نظر سے اور آباء واجداد کی دعا سے ناچیز قلندر نے سابقہ سلسلے کو بھی سنبھالا اور اپنے سلسلے کا بھی آغاز کیا۔ اللہ و رسولؐ کے فضل وکرم سے یہ سلسلہ اب جاری و ساری ہے اور تشنگانِ باطن راغب بہ فیض ہیں۔ اک مشن کا آغاز ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ اپنی منزل تک ضرور پہنچے گا۔

اِس کتاب کی تصنیف وتالیف کا سلسلہ کچھ یوں شروع ہُوا کہ مغرب کے بعد کا وقت تھا۔ٹی وی پر قوالی لگی ہوئی تھی،جس کے بول یہ تھے :''مَن کُنتُ مَولاہ''۔قوال حضرات بڑے زور وشور اور پُر تپاک انداز میں جناب علی کرم اللہ وجہٗ کی شان میں لب کُشا تھے۔ناچیز نے جب یہ بول سنے تو عجیب قسم کی کیفیتِ رقّت و وَجد،دلِ حزیں پر طاری ہوگئی۔دوبارہ جب ہوش آیا تو سب سے پہلے جناب علی کرم اللہ وجہٗ کی شان میں پہلی رباعی لکھی۔اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔زیادہ تر مغرب کے بعد لکھا کرتا۔اور تو کچھ نہیں،بس اتنا کہ جو کچھ اللہ نے دل میں ڈالا،وہ صورتِ اشعار کہہ دیا کہ:

اُن کو مِلیں الفاظ تو لکھتے ہیں
ہم کو آئے آواز تو لکھتے ہیں
لفاظی و تخّیل اُنہیں ہیں درکار
ہم ھُو کا بجے ساز تو لکھتے ہیں

قارئینِ کرام!زیرِ نظر کتاب میں مدح ومنقبت اور نعت کی صنف شاملِ اشاعت کی گئی ہے۔یہ بات طے ہے کہ وہ شاعری جو آورد کا رنگ لئے ہو اس منزل تک نہیں پہنچ پاتی جو آمد کی ہے۔اگر چہ چند ایک استثنائی صورتیں موجود ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جو شاعری کو ذریعہءِ ابلاغ بناتے ہیں

اور مافی الضمیر کو بادہ و ساغر میں ڈھالتے ہیں ،ہیت کے تجربات بھی کر ڈالتے ہیں۔ویسے تو اُردو زبان کا دامن ہیت کے نوع بنوع تجربات سے معمور ہے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔جدید دور میں مجید امجد بحثیتِ نظم گو اس سلسلہ میں مقامِ بلند پر فائز ہیں لیکن جب شاعر مردِ حق اور بندۂ آزاد بھی ہو تو یہ کیفیت مزید دگرگوں ہو جاتی ہے ایسی ہی ایک مثال قطعات وغزلیات کے حوالے سے آپ کے ہاتھوں میں زیرِ مطالعہ ہے۔

بار ہا ایسا ہُوا کہ خیالات اور عروض کا دامن الجھ گیا۔چنانچہ ایک روز جناب علامہ حضرت صوفی وارثی میرٹھی کی کتاب ''شعر و قافیہ'' نظر سے گزری، جس میں رباعی کے مقررہ اوزان کے ساتھ یہ وضاحت بھی تھی:

''ایک رباعی کے چاروں مصرعے چار مختلف بحروں میں لکھے جا سکتے ہیں۔رباعی کی بحریں اگر بنانا چاہیں تو اور بہت سی بن سکتی ہیں''۔(ص ۷۸)

ایک عرصہ تک لفظ و تخیل جس کشمکش میں مبتلا تھے،اس کا حل مل گیا۔

قطع نظر اسکے کہ اوزان و بحور کیا ہیں؟ردیف و قافیہ کی بندش کیا ہے؟

مقصود یہ تھا کہ وہ سب روحانی و قلبی وارداتیں اور پیغامات عوام الناس تک پہنچا دیئے جائیں جو ان کی ظاہری و باطنی زندگی میں مشعلِ راہ کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ حمد ونعت ہوں یا قطعات وغزلیات یا کوئی اور صنفِ سخن بات مشاہدۂ حق کی گفتگو کرنے کی ہے جو بادۂ و ساغر کہے بغیر بنتی ہی نہیں چنانچہ

اہمیت بادہَ و ساغر کی نہیں بلکہ مئے خوش رنگ اور دل پذیر کی ہے اور وہ جو مستِ الست ہے وہ خود اپنے بادہَ و ساغر کی تخلیق کرتا ہے جس میں کسی دوسرے کی مجال نہیں۔اک ادنیٰ سی کاوشِ ناتمام آپ کے سامنے ہے۔اُمیدِ واثق ہے کہ جس مقصد و منشاء کے لئے کتاب لکھی گئی ہے،وہ اہلِ نظر اور اہلِ باطن پر وا گذار ہوگا کہ:

لکھنے کا ہُنر ناداں کوئی سکھا جاتا ہے
خود میں نہیں لکھتا ، بس کوئی لکھا جاتا ہے
یہ اُس کا اندازِ کرم قلندر پہ محمودؔ
خود آتا نہیں سمجھ دل میں سما جاتا ہے

روحِ کل ، جن و انس ملائک کا چین
محمدؐ و علیؑ ، فاطمہؑ ، حسنؑ و حسینؑ

چمنِ مصطفیٰؐ کی ہے ہر اک کلی
صدیقؓ و عمرؓ ، عثمانؓ و علیؓ

حصہء نعت

احساس یہ ہوتا ہے کہ جاتا میں مدینے
کاش آئیں میری قسمت میں وہ پاک مہینے
گزاری ہے اک عمر بس رو رو کے میں نے
خدا اب تو دکھا دے وہ انمول نگینے
یہ عرض ہے میرے دلِ نالاں کی خدایا
دیکھوں تو کبھی جا کے میں اُن کے خزینے
مل جاؤ کبھی خواب میں آ کر میرے ساجن
جب سے میں ہوا تیرا ، جلائے ہیں سفینے

جو اہلِ نظر ہے اسے تو ہے یہ معلوم
دل والوں کی باتوں کو کیا جانیں کمینے
ہے کتنی انوکھی میری پُرنم کہانی
محمودؔ وہ جب چاہیں بلاتے ہیں مدینے

☆☆☆☆☆

ہم نے درِ حبیبؐ کو قبلہ بنا دیا
دنیا میں کفر و شرک کا جھگڑا مٹا دیا
دن رات سوچ سوچ کر ہم تھک گئے مگر
قدرت نے خود ہی یہ نکتہ سکھا دیا
ہم ڈھونڈتے رہے ہیں ساجن کو جابجا
مرشد نے اک نظر میں دل جگمگا دیا
پوچھا کہ برقِ نور چمکتی ہے کس طرح
پردہ اٹھا کے یار نے مکھڑا دکھا دیا

دیوانگی میں کب سے تُو بے تاب تھا محمودؔ
بس اِک جھلک نے کیا سے کیا کیا بنا دیا

☆☆☆☆☆

نبیؐ کی یاد سے ہم مسکرائے جارہے ہیں
کرم ان کا دیکھو نظر آئے جارہے ہیں
دکھا کر وہ اپنی صورت پیاری پیاری
ہمیں مست و بے خود پھر بنائے جارہے ہیں
یہ سب لجپال کی ذرہ نوازی ہے دوستو
کہ اس ناچیز کی دنیا سجائے جارہے ہیں
اپنے عاشقوں کا خیال رکھتے ہیں وہ اس طرح
اس جہاں میں مژدہَ آخر سنائے جا رہے ہیں

مقامِ محمد ﷺ سمجھنا ہے بڑا مشکل
رحمتِ عالم ؐ ہیں سب بخشوائے جارہے ہیں
میرا جو کچھ ہے سب ہے ان کی عطا سے محمودؔ
پیار ہے انکا نکمے سے نبھائے جارہے ہیں

☆☆☆☆☆

میں بن کے پھروں دیوانہ تیری رضا کیلئے
کاش کر لے تُو قبول یہ دعا خدا کیلئے
ملے تم کو رہائی گر نفس کی قید سے تو دیکھو
سجے ہیں سارے جہاں حبیبِ کبریاؐ کیلئے
ان کی صحبت سے ہے ملی ایسی عطا مجھ کو
کہ اٹھتے نہیں ہیں اب ہاتھ پھر دعا کیلئے
آتی ہے مجھے اب بھی خوشبو تمہارے پیار کی
اک بار بلا لو آقاؐ اس شہر کی ہوا کیلئے

تمہارا نام ہی پکارا کرتا ہوں صبح و شام
یہی اک وظیفہ ہے میری بقا کیلئے
کائنات کو سجانے کا کوئی مقصد تھا محمودؔ
میں تو کہتا ہوں کہ سب سجا ہے دلربا کیلئے

☆☆☆☆☆

کیا اندازہ ہو سکے ان کے کمال کا
شیدائی ہے کل جہاں جن کے جمال کا
حق کا نظام لائے باطل مٹا دیا
یہ اک کرشمہ تھا ان کے جلال کا
ملی راحتِ قلب ایسی ان کے پیار سے
کہ اب غم نہیں مجھے کسی بھی ملال کا
دنیا میں گزرے ہیں عاشق کئی کئی
کوئی نہیں ہے ثانی محمدؐ کے لال کا

میرا نصیب تب سے ہے جگمگا گیا
جب سے انہیں خیال ہے عاجز کے حال کا
ہم تم جو پھر رہے ہیں زندگی لیے ہوئے
محمودؔ یہ کرم ہے پیارےؐ کی آل کا

☆☆☆☆☆

جانا ہے آقاؐ ہم نے اک روز در تمہارے
اور جائیں ہم کدھر بس تم ہی ہو ہمارے
دید کا جام دو تم ، نکموّں کو تھام لو
آپؐ کی ہی خاطر چھوڑے ہیں سب سہارے
شکرِ خدا ہے دوستو ، شکرِ حبیبؐ دوستو
ورنہ کہاں جاتے یہ لوگ غم کے مارے
دیتے ہیں تم کو واسطہ پیارے حسینؓ کا
لِلّٰہ اب لگا دو ہم کو کسی کنارے

تم رحمتِ دو عالمؐ شاہِ دو جہاںؐ ہو
تمہارا ملا ہے آسرا یہ بخت ہیں ہمارے
صدقہء پنجتن ہو صدقہء غوث اعظم
محمودؔ پہ نظر ہو دامن میں ہو تمہارے

☆☆☆☆☆

تیری بھی آقاؐ کیا شان کیا جلالت دیکھی
تیرے منکرین کی میں نے ہر دم ذلالت دیکھی
مانگیں حسینِ جہاں تیرے در سے خیراتِ حسن
اللہ اللہ کیا تیرے حسن کی قیامت دیکھی
ڈوب گئیں کشتیاں بڑے بڑے ناخداؤں کی
تیرے نام کی کشتی کنارے پہ سلامت دیکھی
خدا خدا کرتے رہے مگر تجھے بھول گئے
ایسے کم بختوں پہ سدا میں نے ملامت دیکھی

تیرا نظامِ زندگی بے شک نظامِ جہاں ہے
پورے عالم میں انوکھی تیری نظامت دیکھی
تیری خیرات کو ترستے ہیں لاکھوں حاتم طائی
پورے عالم سے بڑھ کے تیری سخاوت دیکھی
کرتی ہے عطا یہ قربِ خدا بندے کو محمودؔ
اِس بے نیاز عشق کی ایسی پرکیف حلاوت دیکھی

☆☆☆☆☆

تیرے در پہ آگئے ہیں تجھے یاد کرتے کرتے
بڑی دیر ہوگئی تھی فریاد کرتے کرتے
کر دے عطا ہم کو لطفِ نظارہ اب تو
اک عمر ہے گزاری تیری خاطر مرتے مرتے
میں ہوں فقیر تیرا میں ہوں تیرا قلندر
تو نے ایسا رنگ دیا ہے میرے آقاؐ رنگتے رنگتے
اب تو آجا سامنے ذرا چین ملے اِس دل کو
کہ یہ کب سے منتظر ہے تیری راہ تکتے تکتے

کچھ باقی رہا نہیں ہے اب تو محمودؔ اپنا
سب کچھ ہی جل گیا ہے اے یار جلتے جلتے

☆☆☆☆☆

زہے نصیب میرا گر اُنکی گلی میں گھر ہو
رہوں زیرِ نظر اُن کا تو کس چیز کا ڈر ہو
ہو میسر قربِ نورِ مجسم پھر مجھ کو
اے رحمتِ دو عالمؐ رحمت کی اک نظر ہو
کھو کر تیرے حسیں جلووں میں اے جانِ جاناں
پھر مجھے میرے آقاؐ نہ کچھ میری خبر ہو
نہیں پھر کوئی تمنا مجھے کسی در کی
ادھر ہو میرا قبلہ میری سرکارؐ جدھر ہو

آہ جو نکلے کبھی من سے میرے ربِ ستار
سرِ عرش تب میں دیکھوں کہ اس کا بھی اثر ہو
تن من سارا جلا کے آقاؐ کے عشق میں محمودؔ
پھر میں یہ چاہوں گا کہ بس اک اُن کی نظر ہو

☆☆☆☆☆

حالِ دل سن کے یقیناً پریشان ہوا
جو آئے پاس مرے تو میں قربان ہوا
جن کی عظمت کو مانا ہے دو عالم نے
ان کی قسمت کو دیکھا تو حیران ہوا
جس کو مل گیا ہے آسرا مدینے میں
اس کی بخشش کا یقیناً سامان ہوا
کرتے ہیں اب بھی رشک ملائکہ اس پر
جو میرے آقاؐ کا یارو مہمان ہوا

جس پہ پڑ گئی نظر شاہِ مدینہؐ کی
درحقیقت وہی کامل انسان ہوا
ان کے عشق میں ہوا جو بھی فنا محمودؔ
واللہ ! زمانے کا وہ تو سلطان ہوا

☆☆☆☆☆

جو آقاؐ کی محبت میں بکھر جاتے ہیں
ان کے پھر سارے انداز نکھر جاتے ہیں
ہم تو سنتے ہیں صرف تذکرہ ان کا
رنگ نہ ہو جہاں یوں ہی گزر جاتے ہیں
لاکھ الجھے ہوں میرے نصیب کے چکر
اُن کی اک نگاہ سے سب سنور جاتے ہیں
تُو کیا جانے ان کی عظمت کو واعظ
اس در پہ تو خورشید و قمر جاتے ہیں

اُن کی جدائی میں نہ ہو تُو اداس محمودؔ
اپنے عاشق کے سنا ہے وہ گھر جاتے ہیں

☆☆☆☆☆

آپؐ تو سب کے مشکل کشا ہیں
ہو کرم ہم پہ ہم بھی گدا ہیں

آپؐ کو تو ہے قربِ ربِ باری
آپؐ کا رتبہ ہے ان سب سے عالی
ہم پہ رحمت ہو پیارے محمدؐ
ہم اِس جہاں میں بے آسرا ہیں

کوئی نہیں جہاں میں اب اپنا
بس دیکھا ہے اک تمہارا سپنا
آقاؐ سن لو التجا یہ ہماری
آپؐ محبوبِ ربِ عُلیٰ ہیں

ہم نے اس آس پہ عمر ہے گزاری
شاید گزرے ادھر سے ذاتِ عالی
للّہ اب تو نظارہ کرا دو
کہ آپؐ تو سیدِ ماہ لقا ہیں

میں رہوں گا یونہی کب تک مایوس
سن لے میری دعا ربِ قدوس
اُن کے در کا بنا دے بھکاری
وہ جو ہر اک کے حاجت روا ہیں

اک دن تو آئے گی تیری باری
ہوگی محمّود تیری بھی تیاری
خواب میں آ کے جب سے وہ ملے ہیں
یوں لگا بس یہی دلربا ہیں

☆☆☆☆☆

پنجابی کلام

کیوں آکھاں دنیا توں دلدار چلے گئے نے
سرکارؐ دی نظرِ کرم ہُن ہور میرے تے نے
عظمت جو ملی مینوں اُسدی کی خبر کس نوں
ہر وقت ایہہ روح میری مدینے دے حوالے نے
جلوے اوہدی شاناں دے ہر پاسے پئے دِسدے
جے دل دی نظر ہووے اوہدے ہی اجالے نے
صدقہ نواسیاں دا اسیں پئے منگدے آں
کر دے کرم آقاؐ ایہہ غلام جو تیرے نے

میں شاعر تے نئیں یارو بس لطف محمدؐ اے
اس ہی نسبت دی خاطر سرکار حُسن میرے نے
محمودؔ میں کی دساں ایہہ سب راز نے سوہنے دے
کہ ایس قلندر تے سب اوہدے نظارے نے

☆☆☆☆☆

اساں اپنا آپ گنوایا تے ساڈی گل بن گئی
اساں اِکوّ ورد پکایا تے ساڈی گل بن گئی
اپنے آپ رہے آں نچدے تے اُنجے رہے آں تھکدے
جدوں سوہنے یار نچایا تے ساڈی گل بن گئی
صبح و شام یار نوں تکنا دل اندر یار ہی رکھنا
اساں یار دا روپ وٹایا تے ساڈی گل بن گئی
کر کر محنت تھک گئے اسیں تینوں میں اک راز اج دسیں
جدوں سوہنا من وچ آیا تے ساڈی گل بن گئی

نہ اوہ مل دا رولا پایاں ، نہ اوہ مل دا بستر چایاں
بس رو رو حال ونجایا تے ساڈی گل بن گئی
جد اوہنے ہے نظر ملائی محمودؔ نوں بھل گئی کُل خدائی
ساڈا ہویا درد سوایا تے ساڈی گل بن گئی

☆☆☆☆☆

کسی مرد دے متھے لگئیے تاں گل بن دی اے
فیرچور اندر دا پھڑیئے تاں گل بن دی اے
سن کے گلاں پیار دیاں سب پیر کولوں
فیرس اونہاں وچ بھریئے تاں گل بن دی اے
کُل سہارے دنیا دے تے نئیں کم اوندے
اک یار دے رنگ وچ رلیئے ،تاں گل بن دی اے
علم کتاباں دے وچ ایہہ منزل نئیں مل دی
اُس عشق ماہی وچ سڑیئے ،تاں گل بن دی اے

چھڈ کے ایہہ در ہن سارے دنیا داراں دے
اک در سجن دا ملئیے ، تاں گل بن دی اے
لادیناں تے گستاخاں کولوں بچ کے تے
اک وردِ مرشد پڑھئیے تاں گل بن دی اے
ساریاں گلاں دا اِکو ہے نچوڑ محمودؔ
بس حُبِ یار وچ مریئے تاں گل بن دی اے

☆☆☆☆☆

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے روم
تا غلامِ شمسِ تبریزی نہ شُد

(مولائے رومؒ)

شکر للہ حالِ من ہر لحظہ نیک و تر شد است
شیخِ شیخاں شیخِ حمزہ تا مرا راہبر شد است

(داؤد شاہ خاکیؒ)

حصہء منقبت

مولیٰ علیؑ کے تاج حَسنِ مجتبیٰؑ دیکھے
گلا جن کا چومتے حبیبِ خداؐ دیکھے
ہو جس کو شک امام حسنؑ کی امامت پر!
وہ ناداں تو ذرا قولِ مصطفےٰؐ دیکھے
بدبخت کے تو بخت میں نہیں انکی گدائی
عظمت کو تو انکی کوئی آنکھ والا دیکھے
بُغضِ حسنؑ نے کر دیا نابینا جس کو
وہ جاہل کیا شانِ حسن مولاؑ دیکھے

چوم لے جو مرے آقا مجتبےٰؑ کے قدم
مرتبہ اپنا سرِ عرشِ عُلیٰ دیکھے
مرشدِ حسینؑ وہ مصطفےٰؐ کے پیارے
علیؑ کی جان ، جانشینِ مرتضےٰؑ دیکھے
معرفت پا کے اس جنت کے دولہا کی
جہاں میں پھیلی پھر شانِ کبریا دیکھے
جان و دل سے جو ہو فدا حسنؑ پہ محمودؔ
ایمان پہ مکمل وہ اپنا خاتمہ دیکھے

☆☆☆☆☆

محتاج اج بھی ویکھیا اے زمانہ حسینؑ دا
دنیا دا بن دا شاہ اے دیوانہ حسینؑ دا
یزید بنیا لعنتی اوہ دا گھر ای مٹ گیا
کربل توں ہویا روشن گھرانہ حسینؑ دا
شمرِ لعین تے بھی خزاں چھا گئی اے
ہے ہر وقت سارا موسم سہانا حسینؑ دا
ملی دو جہاں دی شاہی سچے امام نوں
ہے دونوں جہاں دا مالک ناناؐ حسینؑ دا

لکھ پڑھیں پیا نمازاں لکھ سجدے پیا کریں
کدی وی نہ جنت جاوے بیگانہ حسینؓ دا
عشقِ حسینؓ و حیدرؓ ، عشقِ رسولؐ مِلیا
تاں ایں محمودؔ لِکھیا ایہہ ترانہ حسینؓ دا

☆☆☆☆☆

جس کے لب پہ میرے غوث کا نام ہوتا ہے
پھر اسے سارے ولیوں کا سلام ہوتا ہے
جو پا گیا الفتِ شاہِ جیلانؒ لوگو!
پھر وہ خوش نصیب ہر در سے تمام ہوتا ہے
اس نام کا وظیفہ کرتا ہے روشن جہاں
بھول گیا یہ نام جو وہ بدنام ہوتا ہے
درِ پیرانِ پیرؒ سے درِ مصطفیٰؐ حاصل!
درِ حبیبؐ سے مقامِ دوام ہوتا ہے

میں بس بندہء ناچیز عاجز بے علم ہوں
لکھتا ہوں جو کچھ انہی کا کلام ہوتا ہے
مستوار تو ہر دم فنائے غوثِ اعظمؓ ہے
اِسی سے محمودؔ اپنا سارا کام ہوتا ہے

☆☆☆☆☆

سنو فریاد اے مخدومِ شاہِ خاکی
تم ہو واقفِ رموزِ علومِ مخفی
آپ کے دم قدم سے ہے یہ ساری رونق
آپ کی نظر سے ہے یہ میری زندگی
آپ نے سینے کو روشن نور سے کر دیا
مجھ کو دیا عشقِ خدا عشقِ نبیؐ
لوگ کہتے ہیں کہ تھے وہ رحمت کا پیکر
میرے دل کو دے گئے عجیب دل لگی

لکھتا رہے عاجز ثنائے مصطفےٰؐ
کرو عطا رمزِ خاص اور دل کی روشنی
رکھنا نظر ہمیشہ مُحسنِ عظیم
عاجز کا جزو تمہارے اور نہیں کوئی
آپ نے عطا کِیا قلندر کو علمِ خاص
محمودؔ نے لکھی مدح تمہارے نام کی

☆☆☆☆☆

سارے جگ دا ای تو ایں بدر منیر خاکی
شاہِ جیلانؒ دا پیارا تُو ایں دل گیر خاکی
جنہاں قرب ربی منگیاانہاں نوں تُو رنگ وچ رنگیا
ایہہ تیری نظراں دی ہے ویکھی تاثیر خاکی
جیہڑا اک واری آوے فیر نہ اوہ کدھرے جاوے
ویکھیا جگ وچ تینوں اک روشن ضمیر خاکی
مشکلاں نے گھیرا پایا غماں نے آ ڈیرا لایا
توں ای بدلنی ہن میری تقدیر خاکی

جدھرے وی نظر اٹھے ، تیرا اِی چہرہ دسے
دل وچ بس گئی اے تیری تصویر خاکی
اک واری پھیرا پاؤ محمود نوں دید کراؤ
رو رو کے عرضاں پاوے تیرا فقیر خاکی

☆☆☆☆☆

کلمہ شریف

اس کلمے دے عجب نظارے نے
کُل امت اس دے سہارے نے
دتا حکم ایہہ نبیؐ دلارے نے
پڑھو لا الہٰ الّا اللہ------

نہ پھردا رہویں بیکار یارا
کریں کلمے نال وپار یارا
ہک نبیؐ سوھنا غمخوار یارا
پڑھو لا الہٰ الّا اللہ------

سوھنے مدنی بناں ویرانی اے
ایہہ ظاہر راہ حیرانی اے
چدی دنیا سب دیوانی اے
پڑھو لا الہٰ الّا اللہ------

وچ محشر منکر ڈر سی جی
اوتھے علمی دلیل نہ چل سی جی
رب آقاؐ دی ہک من سی جی
پڑھو لا الہٰ الّا اللہ۔۔۔۔۔۔

ایہہ کلمہ اک سمندر نے
جو پڑھے بن دا سکندر نے
سانوں دسیا محمودؔ قلندر نے
پڑھو لا الہٰ الّا اللہ۔۔۔۔۔۔

☆☆☆☆☆

اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً وَّ اِنَّ
مِنَ الْبَيَان لَسِحْرًا ٥

(بخاری، ابوداؤد، مشکوۃ شریف)

(ترجمہ) بے شک بعض اشعار حکمت آمیز، اور
بعض بیان جادو کی تاثیر رکھتے ہیں

غزلیات

دعا دیتا ہوں میں تیری دعاؤں کو
بھلا نہ سکوں گا تیری اداؤں کو

بھول بھول کر میں نے یہ مقام پایا
داد اب دیتا ہوں میں اپنی خطاؤں کو

امتحان میں فتح کی جو نوید بنی
سلام اب میں کرتا ہوں اُن سزاؤں کو

شب و روز تڑپ رہے ہیں تیری یاد میں
دید کی بھیک ملے اُن ہمنواؤں کو

لے آئیں اس محبوب کی پیاری خوشبو
پیغام دے دو یہ اس سمت کی ہواؤں کو

آہ میں بھی اب تو نکلتا ہے نام تیرا
کیونکر بُھلا پاؤں گا ایسی آہوں کو

کاش میں اسکو پالیتا اِس جہاں میں
کون دیکھے گا وہاں تیری جزاؤں کو

قرب تیرا جب سے پایا محمودؔ میں نے
چھوڑ دیا قلندر نے سب پارساؤں کو

☆☆☆☆☆

تیری فرقت میں کتنا گھبرا جاتا ہوں میں
خود کو مٹا کے پھر تجھ کو پا جاتا ہوں میں

کسی طرف اٹھے نگاہ نہیں میری جرات
تیرے پیار سے تجھ میں سما جاتا ہوں میں

تیرے ہوتے روشن ہیں میرے لئے جہاں
تیرے فراق میں سب کچھ بھلا جاتا ہوں میں

تیرا انداز حسیں تیرا مقام ہے عظیم
تیری یاد سے ہر دل کو سجا جاتا ہوں میں

بے خودی میں جہاں سے گزروں اے یار
اک دیا تیرے نام کا جلا جاتا ہوں میں

کچھ لوگوں کو دیدار اُس کا کرتا ہے بے خود
دیکھ کر اسے محمودؔ ہوش میں آ جاتا ہوں میں

☆☆☆☆☆

ہو کے ہر طرف عیاں پھر بھی عیاں ہوتا نہیں
یہ وہ معمّہ ہے جو کبھی آساں ہوتا نہیں

خود تو بلا لیا محبوب کو یوں اپنے پاس
کوئی کتنی کرے کوشش یہ ساماں ہوتا نہیں

ہر گھر میں ہے تیرا گھر تُو روشنی کی طرح
نہ ہو تُو جس دل میں وہ مکاں ہوتا نہیں

ہے حُکمِ خدا پیار کرو پیارے نبیؐ سے
بغیر حُبِ مصطفٰےؐ کامل ایماں ہوتا نہیں

کیوں کر اہلِ عقل تجھ کو سمجھ سکیں محمودؔ
لاکھ بار تجھے لکھا مگر تُو بیاں ہوتا نہیں

☆☆☆☆☆

کیوں ڈھونڈتے ہو تم ایسے دیوانے کو
زمانے میں پہلے ہی جو بدنام بہت ہے

جانا نہ تم نے کبھی عاشقِ زار کو
یوں تو اس کا چرچا سرعام بہت ہے

نالہ بس اتنا کافی ہے ان کے لیے
درد بھرا ورنہ میرا پیغام بہت ہے

مئے نہیں پیتا کسی میخانے سے یارو
نظروں سے پینے کا بس الزام بہت ہے

بس کر چھوڑ لفظوں کی اب تکرار تُو محمودؔ
ویسے تو تیرا ازلی کلام بہت ہے

☆☆☆☆☆

چراتے رہے ہیں ہم بھی اک رات مسلسل
ہوتی رہی ہے پھر اک بات سے بات مسلسل

دیکھنا ان کا کہیں قیامت سے کم نہیں
آرزو ہے کہ ملتی رہے یہ سوغات مسلسل

کبھی جو بھولے سے آبیٹھے میرے دل میں
اس دن سے تو ہوتی ہے اب برسات مسلسل

نگاہ نے ان کی بدل ڈالا میرے دل کو
بس وہ ایسے ہی کرتے ہیں کرمات مسلسل

اپنے کو بھول کر جو اس ذات میں گم ہوا
نظر آتی ہے پھر ہر سُو وہ ذات مسلسل

کرا کے نظارہ وہ رُوئے تاباں کا محمودؔ
بدل دیتے ہیں فقیروں کے حالات مسلسل

☆☆☆☆☆

وفاؤں کے راستے پر تم چلنا سیکھو
حسد میں نہ جلو کسی پہ مرنا سیکھو

پڑھو نہ تم ہرگز غیروں کے قصیدے
اک یار کی محبت میں دم بھرنا سیکھو

اپنی بقا کو بھول جاؤ تم اس طرح
مثلِ پروانہ شمع پہ جلنا سیکھو

لگا کے دل بچاتے ہو دامن اپنا
بنو منصور اور جاں سے گزرنا سیکھو

شیدائی یار کے تب کہلاو گے تم
تصورِ یار میں پہلے ڈھلنا سیکھو

جہاں کو تم یقیناً بدل ڈالو گے
پہلے پیارے خود کو بدلنا سیکھو

دعویٰ کرتے ہو تم عشق کا محمودؔ
مثلِ حسینؑ نیزے پہ چڑھنا سیکھو

☆☆☆☆☆

کیا لکھوں میں لکھنے کی کوئی حاجت نہیں
چوُر چوُر ہے بدن اور عضَو کوئی ثابت نہیں

ویسے تو میں بھول جاتا انکے زخم لیکن
افسوس کہ مجھے بھول جانے کی عادت نہیں

احساس تو ہو جاتا مجھے اپنے دل کا لیکن
کیا کروں میں اک لمحہ بھی فرقت نہیں

فنا تو ہو جائیں چاہت میں تری ہم
رضا یہ تیری ہے کہ تُو دیتا ہمت نہیں

محشر تو لوگوں کا روزِ قیامت ہوگا
بچھڑنا ان سے مرا تو کم قیامت نہیں

جام صبر کا پی لیتا ہوں صبح و شام میں
شور مچانا محمودؔ کوئی شجاعت نہیں

☆☆☆☆☆

جو بے وفا ہے کیوں اُس سے تم دل لگاتے ہو
داناؤں نے اِس کو چھوڑا اور تم اپناتے ہو

پالا ہے لاکھوں کو اِس نے اور نِگل گئی ہے پھر
اِس ناگن کو کیوں پھر تم اپنا بناتے ہو

جو ہے فانی پھر ناداں اس کی حقیقت ہے کیا
ان کچے رنگوں کو کیوں اپنے پہ سجاتے ہو

ہے جس کا دل تنگ تمہاری مخالفت میں
پھر اپنے دل میں کیونکر تم اس کو بساتے ہو

خود کو گنوا کے ملتا ہے مقامِ سربلند
اے ناداں یہ طریقہ پھر کیوں تم بھلاتے ہو

اپنے آپ کے خول سے اک بار نکلو تم محمودؔ
من اپنے میں جلو تم کیوں غیر کے گن گاتے ہو

☆☆☆☆☆

اللہ نے کیسی قسمت بنائی فقیر کی
کرتا ہے دن رات یہ گدائی فقیر کی

ہوتی ہیں محفلیں ہر وقت سجی ہوئی
قدرت نے یہ دنیا بنائی فقیر کی

ایسے بھی ہوتی ہے دنیا یہ دل کی صاف
آتی ہے جب بھی دل میں سچائی فقیر کی

لنگر ہے چل رہا یہاں ہر دم جہان میں
کھاتا ہے کل جہاں کمائی فقیر کی

ہوتا ہے وہ جہاں میں بے مثل و نامور
بے شک ہے جس کے دل میں بڑائی فقیر کی

محمودؔ رنج و غم سے وہ آزاد ہو گیا
تصویر دل میں جس نے سجائی فقیر کی

☆☆☆☆☆

مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں
جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست
مجھے اتنا بتا دیں میں کہاں ہوں

(اقبالؔ)

قطعات

الٰہی دل میں نور ہو اور نفس پہ کمند ہو
کیا نصیب کہ دل میں نہ تجّلی بند ہو
یومِ محشر گرمی ہو جب عروج پہ محمؔود
تو سر پہ سایہ انکا ، لبوں پہ نام محمدؐ ہو

کچھ غم نہیں گر مشکل جو سر پہ آ پڑی ہے
خوش نصیب ہوں میں کہ آنکھ ان سے جو لڑی ہے
الآ انّ اولیـــــــــــــــــــــــــــــا کو دیکھ لو قرآن میں
آیت محمؔود رب نے موتی کی مثل جڑی ہے

اپنے تو تھے اپنے غیروں سے نبھاتے تھے رسولؐ
مئے رحمت ہر اک کو بھر بھر کے پلاتے تھے رسولؐ
عزت تو ملی سب کو اُس در سے بیشک محمودؔ
ادبِ زہراؓ میں مگر کھڑے ہو جاتے تھے رسولؐ

خوش نصیبوں کو مدینے کی طرف موڑ دیا جاتا ہے
گستاخوں کو جہنم کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے
صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ بنے عشق سے محمودؔ
جو منہ ساجن سے پھرے وہ توڑ دیا جاتا ہے

سرکارؐ کی نظر کرم ہر اک پہ مثالی ہے
جانتے ہیں عاشقوں کو کیسا رتبہ عالی ہے
نہیں ہے جس کے دل میں طلبِ مصطفےٰؐ محمود
اسے ولی میں کیوں کہوں اُس کا اندر خالی ہے

میرے گرد کسی کا حصار رہتا ہے
کسی کے عشق میں دل فِگار رہتا ہے
مولا دل میں تب آتا ہے نظر محمود
جب دل میں مصطفےٰؐ کا پیار رہتا ہے

دل میں جو عشقِ نبیؐ آباد کرتے ہیں
لب خاموش رکھتے ہیں دل میں یاد کرتے ہیں
یہ نعمت ہر اک کو نہیں حاصل محمودؔ
بہت کم ہیں جو خود کو آزاد کرتے ہیں

جو اپنے دل میں حضورؐ رکھتے ہیں
وہ کب انہیں خود سے دور رکھتے ہیں
دے کر وہ عذابِ فرقت محمودؔ
اپنے قربِ خاص میں ضرور رکھتے ہیں

جتنے بھی فقیر جہاں میں تمام ہیں
سب سیدِ عالمؐ کے ادنیٰ غلام ہیں
قلندر کسی اور حال کا نہیں نام
سب مولائے کل کے پیارے نام ہیں

جس جگہ پہ ذکرِ رسولؐ ہوتا ہے
ہر ذکر وہاں کا پھر قبول ہوتا ہے
بن حبِ نبیؐ جو کرے ذکر اُس کا
محمودؔ سب یہ دھندہ فضول ہوتا ہے

جھوٹ اور حسد سے بالکل انکار کرو
کبر و غرور سے دل کو بیزار کرو
اپنا کے دینِ رسولِ ہاشمیؐ
فضلِ رب العالمین کا انتظار کرو

جن کے سینے میں مدینے کا ارمان ہوتا ہے
انہی کے طیبہ میں جانے کا سامان ہوتا ہے
تڑپتا رہتا ہے جو فرقت میں دن رات محمودؔ
اک نہ اک روز وہ سرکارؐ کا مہمان ہوتا ہے

میری نظر میں ہر وقت وہ پاک نگینہ ہے
بِناں ان کے نہیں ممکن اب مرا جینا ہے
لوگوں کی خواہشیں تو ہیں ہزاروں محمؔود
میری تو بس ایک ہی آرزوئے مدینہ ہے

سرکارِ مدینہؐ کا جو میلاد مناتے ہیں
انہیں مئے کوثر وہ توجہّ سے پلاتے ہیں
سردار کی سجائے محفل یہ ہے کس کی مجال
محمؔود وہ تو خود محفل کو اپنی سجاتے ہیں

مومنو سب مل کر سجاؤ رنگیں محفلِ میلاد کو
بے شک وہ پہنچیں گے تمہارے مقصدِ فریاد کو
فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ واضح ہے قرآن میں
رب کے بندے ہو تو پھر مانو رب کے اس ارشاد کو

دل میں میرے جو نظر انوار آئے ہیں
محسوس یہ ہوتا ہے کہ سرکارؐ آئے ہیں
روح کو ملی تسکین جان کو سرور ملا
یکا یک دل پکارا میرے دلدار آئے ہیں

حبیب کی جانب وہ اس طرح پرواز کرتے تھے
کہ اس بے نیاز سے وہ راز و نیاز کرتے تھے
ان کے لطف و عطا کی کوئی حد نہیں محمودؔ
کہ بغض رکھنے والوں کو نظر انداز کرتے تھے

میں جو کچھ لکھتا ہوں ان کے نام لکھتا ہوں
اُن کے قصیدے اُنہیں سلام لکھتا ہوں
شایانِ شان ملتے نہیں الفاظ محمودؔ
اُن سے ہو کے ہمکلام ، کلام لکھتا ہوں

میں اس تاجدارِ مدینہؐ کی رحمت پہ
خلوصِ دل سے بڑا اعتبار رکھتا ہوں
جہنم کی نہیں جرات کہ جلائے محمودؔ
محمدؐ و آلِ محمدؐ سے پیار رکھتا ہوں

ہمنشینِ فقیر ہے نویدِ فتحِ مبین بن
محبتِ دیں دل میں رکھ ایسا ماہِ جبین بن
دین سے ہو لگن تیرا دل ہو مریضِ مصطفیٰؐ
سکھائے پھر اوروں کو فقر ، ایسا قابل ترین بن

کسی سے کیوں مانگوں محبوبِ پرور دگارؐ دیتے ہیں
سائل ہوں آلِ رسولؐ کا مجھے تو خود سرکارؐ دیتے ہیں
میری ابتداء میری انتہا غلامیء حسینؓ ہے
جب سے زیرِ نظر ہوا محمودؔ، حیدرِ کرّارؓ دیتے ہیں

مجھ کو اپنے آقاؐ سے نسبت ہوگئی ہے
مالکِ دو جہاںؐ سے ایسی قربت ہوگئی ہے
پایا ہے سکونِ قلب اُن کے نور سے محمودؔ
دنیا و زمانے سے بالکل نفرت ہو گئی ہے

علیؓ کی شان کو ہے زمانے میں بتایا جاتا
دکھانی تھی شان ، کیوں کربل کو سجایا جاتا
بنے ہزاروں کی طرح ہزاروں ولی محمودؔ
لیکن علیؓ کا ثانی نہیں بنایا جاتا

جس کو ملی قوتِ جہاں ، وہ شیر جبار ہے
منافقت کی موت ہے وہ ولیء ربِ غفار ہے
جو شہنشاہِ سلطنتِ معرفت ہے محمودؔ
وہ تو اخیء رسولؐ ہے اور حیدرِ کرّارؓ ہے

علیؑ مولا مدد کو آؤ سخت مشکل میں پڑا ہوں
کس کو کس منہ سے پکاروں قلندر جو تیرا ہوں
تجھ کو ہی تو چاہا تھا مانگا تھا خدا سے محمودؔ
تیرا کرم ہے بُو ترابؑ کبھی نہ تجھ سے جدا ہوں

گلشنِ مصطفےٰؐ کی ہے خوشبو علیؑ
اخلاقیات کا مظہر ہے خوبرو علیؑ
علم و معرفت کا ہے سمندر بوترابؑ
اس لئے محمودؔ کی ہے جستجو علیؑ

جو علیؓ کو مشکل کشا نہیں سمجھتا
خدا اس پہ کرم روا نہیں سمجھتا
جو پکارتا ہے ہر دم علیؓ علیؓ محمودؔ
علیؓ اس کو خود سے جدا نہیں سمجھتا

ان کا کرم مجھ پر یہ عطائے جناب ہے
توجہ سے ان کی میرے عدّو پہ عذاب ہے
خبردار نہ چھیڑے کوئی قلندر کو محمودؔ
نظرِ حیدرؑ سے میری مستی کو شباب ہے

کسی کو یہ بری لگے یا بھلی ہو
دعا ہے قبر میں تیری تصویر لگی ہو
پوچھیں گر مجھ سے وہاں نکیرین محمودؔ
ہر سوال کے جواب میں نعرۂ علیؑ ہو

لوگوں کو تو کچھ پینے میں مزہ آتا ہے
مجھے تیرے سنگ جینے میں مزہ آتا ہے
اپنا اپنا ظرف ہوا کرتا ہے اے دوست
مجھے پنجتن کے سفینے میں مزہ آتا ہے

محمدؐ و علیؓ کے درمیان فاصلہ ہے اتنا
اللہ و محمدؐ کے درمیان واسطہ ہے جتنا
جنابِ شاہِ جیلاںؒ کے بنو دیوانے محمودؔ
آ ئے گا پھر سمجھ میں تمہاری راستہ ہے کتنا

کعبہ میں ولادت ہے مسجد میں شہادت ہے
دیکھنا علیؓ کے چہرے کو عین عبادت ہے
جس دلِ مسلم میں نہ ہو حبِ علیؓ محمودؔ
وہ دل نہیں ہے کوئی بوسیدہ عمارت ہے

ہوں جن کی بیٹیاں نور کیا وہ خود نور نہیں
یہ تیری بدنصیبی ہے تیرا قصور نہیں
جن کے گھر سے بنے عثمانؓ ذوالنورین
محمودؔ وہ سراپا نور ہیں مگر اسے شعور نہیں

سُن کے شانِ اہلِ بیتؓ جو جل جاتے ہیں
سمجھو ایسے لوگ دین سے نکل جاتے ہیں
نہ شعور دے گر خدا کیا گِلہ کس سے
غمِ حسینؓ میں پتھر بھی پگھل جاتے ہیں

شہنشاہِ حسینِ پاکؓ عالی جناب ہے
اس حُسن کا کیا ہو بیان وہ لاجواب ہے
حکمِ رسولؐ سے بھی جو نہ سمجھ سکے
محمودؔ جان لے تُو اُس کی قسمت خراب ہے

غوثِ اعظمؓ میری جان کے قریب ہیں
ولیء ربّ ہیں ولیوں کے حبیب ہیں
سہارا ہے ذکرِ شاہِ جیلاںؓ محمودؔ
وہ ہوگئے ہیں جن کے وہ خوش نصیب ہیں

میں تب سے بڑا ہی بے باک ہو گیا
جب سے عاشقِ غوثِ پاکؒ ہو گیا
بڑا کرم ہے ان کا مجھ پہ محمودؔ
میں فقیرِ شہِ لولاکؐ ہوگیا

یہاں جھکتا ہر زمانے کا سکندر ہے
یہ وہ خاص معرفتِ حق کا سمندر ہے
کسی کی سمجھ میں کیسے آ سکے محمودؔ
یہ تو یارِ علیؓ ہے شہباز قلندر ہے

تیرے دربار میں پہنچے تو سب غم بھول گئے
تجھے سامنے پایا تو خود کو ہم بھول گئے
تیری توجہء قلندرانہ سے محمودؔ
نشئہ قلب ملا تو زمانے کے ستم بھول گئے

امامِ بَحر و بَر امام بری ہے
نسب میں حسینی ہے تصویرِ علیؓ ہے
ہر سمت سے جو خوشبو سی آتی ہے محمودؔ
یہ گلشنِ پنجتن کی وہ پاک کلی ہے

داتا کو یوں ہم نے کرم لٹاتے دیکھا
وہاں سے خیرات ہر ولی کو پاتے دیکھا
کیا منظر ہو بیاں پیارے داتا پیا کا
اُن کے منکر کو محمودؔ وہیں کھاتے دیکھا

جس کی نظر سے میرے جسم میں جاں باقی ہے
وہ شہنشاہِ کشمیر ہے وہ میرا ساقی ہے
جس نے منّور کر دیا لاکھ دلوں کو محمودؔ
وہ میرا جدِامجد ہے داوٗد شاہ خاکی ہے

دیکھ کر جس کو ہو گیا یہ دل نمازی ہے
سمندر کنارے عبداللہ شاہ غازی ہے
ان کے درِ پاک پہ چل کہ یہ دیکھا محمودؔ
زمانے کا ہر خاص و عام وہاں فریادی ہے

دیکھ کر مجھے کچھ لوگ تو حیران ہوتے ہیں
گر ہو حیاتِ قلب تو وجدان ہوتے ہیں
دل والے قلندر کو جانتے ہیں محمودؔ
ظاہربین دیکھ کر تو پریشان ہوتے ہیں

اے گُلِ دِلکش مانا کہ بہت خوبرو ہے تُو
دیکھے گر میرا صنم کرے تُو اس کی جستجو
کہاں سے لاؤں اُس کے حسن کا ثانی محمودؔ
ظاہر میں بشر باطن میں سِرِّ ذات اللہ ھُو

اللہ والوں کے لبوں پہ استغفار رہتا ہے
دیدِ نبیؐ کے لیے من بیقرار رہتا ہے
تکتے رہتے ہیں راستے مدینے کے محمودؔ
کہیں سے آئے بلاوا یہ انتظار رہتا ہے

جب قلندر پڑھائی کرتے ہیں
کل دنیا سے جدائی کرتے ہیں
لوگ تو سمجھتے ہیں سامنے محمود
وہ خدا تک رسائی کرتے ہیں

ضیاء جس نے بھی دل کی پائی نہیں ہے
اسے ہرگز قلندر کی سمجھ آئی نہیں ہے
روزِ روشن کی طرح ہے روشن محمودؔ
مگر افسوس کہ اُسے قوتِ بینائی نہیں ہے

دنیا قلندر کی مستی کا مزہ چکھنے لگی
اب تو یار کی آنکھوں سے مستی ٹپکنے لگی
سب انداز ہیں حُسنِ یار کے محمودؔ
جب سے دیکھا ہے انہیں دل کی گھنٹی بجنے لگی

جب تُو کسی پہ کبھی آشکار ہوتا ہے
پھر دل میں فقط تیرا پیار ہوتا ہے
تیری راہوں کو تکنا طلب میں رہنا
قلندر کا یہی کاروبار ہوتا ہے

حالات کی گردش سے قلندر نہیں ڈرتا
پی کے مئے توحید ، ہے شیطان سے لڑتا
موج میں جب آئے تو نکھار آئے دہر میں
گر بگڑے قلندر تو زمانہ ہے بگڑتا

نامِ قلندر سے جو غمگین ہوتے ہیں
حقیقت میں ایسے لوگ کم ترین ہوتے ہیں
دن رات سجی رہتی ہے محفل میرے سرکارؒ کی
قلندر نے ہے بتایا کہ ایسے جانشین ہوتے ہیں

اِیں جہان در باطن جہانِ قلندر اَست
خدا نورِ دہر و اُو شانِ قلندر اَست
عرشِ بریں مکانِ خدائے برتر اَست
و لامکانِ خاص مکانِ قلندر اَست

زیرِ دستِ قلندر جہان ہوتا ہے
درِ قلندر سے دور شیطان ہوتا ہے
منکرو سن لو حدیثِ دلِ محمودؔ
سامنے مست کے منافق پریشان ہوتا ہے

ذکر ہم اُس کا اُس کے سامنے جا کے کرتے ہیں
غور سے دیکھے کوئی اُسے دل میں بٹھا کے کرتے ہیں
کیف و سرور و وجدان سب ذکر میں ہیں مضمر
قلندر لوگ ہیں ہم ، پی کے پلا کے کرتے ہیں

تُو ہوتا ہے میرے پاس کیا یہ کم ہوتا ہے
تُو نہ ہو میرے قریب تیرا غم ہوتا ہے
اگر ہو جاؤں میں کبھی محوِ دل محمودؔ
غور سے پھر دیکھوں تو تُو صنم ہوتا ہے

اُس رازِ خاص کو کب یہ ذلیل مانتے ہیں
ہیں یہ دل والے جو بے دلیل مانتے ہیں
یہ بد بخت مانیں یا نہ مانیں اے محمودؔ
وہ ہیں دل میں ہم یارِ جلیل مانتے ہیں

جو اُس درِ نور سے فیض یاب ہوئے
جہاں میں وہ لوگ کامیاب ہوئے
ان کی نظرِ کریمانہ سے محمودؔ
ہزاروں مریضِ دل شفایاب ہوئے

کچھ اس طرح دل میں سما جاتے ہیں وہ
کہ دل کو اپنا گھر بنا جاتے ہیں وہ
اک عرصے سے محمودؔ تماشہ ہے میرے ساتھ
جب آنکھ بند کروں سامنے آجاتے ہیں وہ

جس فقیر میں نہیں قدرِ انساں وہ کیا انسان ہے
بظاہر انسانوں میں ہے دراصل حیوان ہے
نہ ہو جس میں خُلقِ محمدیؐ محمودؔ
وہ فقیر نہیں ہرگز ، بڑا شیطان ہے

نکتہ چینی دوسروں پہ ، خود کو پاتے ہی نہیں
بات کرتے ہیں علم کی باطن میں جاتے ہی نہیں
جب کوئی حقائق سے اٹھاتا ہے پردہ محمودؔ
پھر یہ اہلِ باطن ہیں سمجھ میں آتے ہی نہیں

اہلِ دل پہ طعن کرتے ہیں یہ لوگ کمینے
اسلاف کے فیض سے خالی ہیں اِن کے سینے
گمراہ و بدظن کر رہے ہیں سادہ لوگوں کو محمودؔ
خود تو ڈوبے ہیں اوروں کے ڈبوئیں گے سفینے

اجڑ نہ جائے چمن یار بچائے رکھنا
کبھی جو آئے یاد دل میں دبائے رکھنا
اگر تم سے کچھ بھی نہ ہو سکے محمودؔ
ہمارا تذکرہ سرعام نہ سنائے رکھنا

ہر زمانے کا دَم ، دَما دَم سے ہے
یہ دَما دَم اُسی ہمدم سے ہے
کسی کے دَم کو کوئی کیا سمجھے محمودؔ
دَما دَم کا تعلق بے دَم سے ہے

تُو ہے انتخابِ قلندر پی لے مئے عرفان کو
ہو جا اُسی میں گم چھوڑ دے اس جہان کو
مستی میں رہ اسی کی دیکھ ہر سُو اُسے محمؔود
سیرِ لامکاں کر ، بھول فانی مکان کو

عقل کو ہر گز کبھی عقل آتی نہیں ہے
ہر پھول میں تو خوشبو سماتی نہیں ہے
دل کی دنیا آباد کر لو عقل کے مارو
زندہ ہے گر دل پھر عقل جاتی نہیں ہے

مرتد و مردود یقیناً وہ ہو گیا
مرشَد کی جو نکتہ چینی میں کھو گیا
لکھی ہے اس کے مقدر میں ذلت محمؔود
اپنی کشتی کو ناسمجھ خود ہی ڈبو گیا

زلف و جُبّہ و دستار یہ فقط پہچان ہے
دل کی دنیا چھوڑ کر چہرے پہ دھیان ہے
محمؔود ان کا تذکرہ کرنا ہے سب عبث
بس اونچی دکان پہ پھیکا پکوان ہے

جن کو رضائے یار کا گُر آتا ہے
اُن کو جہاں کی سلطانی کا ہنر آتا ہے
عشقِ یار میں جو فنا ہوئے محمودؔ
وہ جدھر دیکھیں ، یار ہی نظر آتا ہے

دنیا و زمانے کے رنگ جدا دیکھے ہیں
دل والے سبھی یہاں رُسوا دیکھے ہیں
جن کی نہیں رسائی ہے اس ذات تک
وہ سفینۂ معرفت کے ناخدا دیکھے ہیں

خود پڑھو تو سب کو ملا کے پڑھو
مقصد یہ کہ دل کو جگا کے پڑھو
طالب کو نہیں ہے اور پڑھنا مقصود
اس کا نام خود کو بھی گنوا کے پڑھو

خبردار اے دل کہیں تم نہ بدل جانا
کہ بدلتے چکر میں ماہ و سال دیکھے ہیں
جو یار سے لگے تو فلاح پاگئے محمودؔ
ورنہ یاں بدلتے لوگ باکمال دیکھے ہیں

چِھڑی ہے دُھن میرے دل کی آواز کی
ہو بیاں کیا حقیقت عشق کے اعجاز کی
اس میں ہیں پھول تو کانٹے بھی ساتھ ساتھ
محمؔود یہ سب قدرت ہے اس بے نیاز کی

مزہ تب ہے اے ربّ کہ دمِ آخر
روح نکلے لبوں پہ نامِ صنم ہو
جب ہو برپا میدانِ محشر محمؔود
ذکر تیرا دل میں ، زبان پہ دَمادَم ہو

کچھ اس قسم کا عذاب دیتے ہیں
مانگتا ہوں زہر تو شراب دیتے ہیں
ان کی مستی میری روح میں ہے محمودؔ
رہ کے دل میں سب جواب دیتے ہیں

رنگ لائے گا کبھی تو صبر میرا
اک دن ہوگا اُن کی گلی میں گھر میرا
یہ تمنائے دل لیے پھرتا ہوں محمودؔ
کاش ہوتا تو مدینے کو سفر میرا

دیکھو تو ذرا یارو یہ کون آتا ہے
جس کے آنے سے چین چلا جاتا ہے
ان کے آنے کا بھی ہے انداز عجب
دیکھ کر چہرہ ، دل ان میں کھو جاتا ہے

زندگی اُن کی بے شک عذاب ہوتی ہے
پلائی جن کو انہوں نے شراب ہوتی ہے
کبھی کبھی عقل والو تم بھی پیا کرو
محمودؔ ان کے ہاتھ سے پینا ثواب ہوتی ہے

اُن کی روح مجھے جس رات ملتی ہے
میرے مُردہ جسم کو حیات ملتی ہے
مرا چلنا پھرنا انہی کے دم سے ہے محمودؔ
جو ہے بیان سے باہر وہ سوغات ملتی ہے

دل میں آتے ہیں وہ جان میں آتے ہیں
وہ کسی کسی کے دھیان میں آتے ہیں
نہ ہو جس دل میں اُن کا عشق محمودؔ
اس کے وہم میں نہ گمان میں آتے ہیں

نور سینے میں نہ ہو تو منّور کیسا
یار ہو جب سامنے تو پھر تصّور کیسا
دیکھنا یار کو عینِ طریقت ہے محمؔود
یار میں وہ آئے نظر تو کفر کیسا

اسکا کرم دوستو ہر اک پہ عام ہے
امیدوارِ کرم میں میرا بھی نام ہے
رگ رگ میں بس گیا ہے وہ محمؔود
میرے تن میں ، دل میں اُس کا مقام ہے

دل میں ہے محفل سجائی تیرے نام کی
گر نہ ہو تُو روح میں زندگی کس کام کی
دنیا میں سخن ور ہیں اچھے بہت لیکن
محمودؔ کوئی کیا جانے منزل تیرے کلام کی

رب کے وہی بندہ قریب ہوتا ہے
اُس کا ذکر جسے نصیب ہوتا ہے
دوستی کر لو کسی فقیر سے محمودؔ
جس پر نگاہ نہیں غریب ہوتا ہے

ظاہر میں بڑے ہی دیندار نظر آتے ہیں
اندر سے پرانے غدار نظر آتے ہیں
مطلب پرست ملاؤں کا کیا کہنا محمودؔ
لباسِ خضر میں بڑے فنکار نظر آتے ہیں

وہ مجھے عرصہ سے جانا پہچانا لگتا ہے
وہ کبھی اپنا ہے کبھی بیگانہ لگتا ہے
محمودؔ اس کو دیکھتا ہوں میں اکثر اپنے آس پاس
جو ہے تو حقیقت مگر افسانہ لگتا ہے

تجھ سے ملتا ہوں کبھی بچھڑ جاتا ہوں
نہ تُو ہو من میں یار سکڑ جاتا ہوں
اپنے دامن میں لپیٹے رکھنا محمودؔ
ہو کے تجھ سے دور تو میں بگڑ جاتا ہوں

تجھ سے ملنے کی ہر وقت دعا کرتے ہیں
اب تو مل جاؤ یار کب دغا کرتے ہیں
بھر جائیں گے اک دن زخم میرے محمودؔ
ہم تو طبیبِ مدینہؐ سے دوا کرتے ہیں

جب بھی تیری حمد و ثناء کی میں نے
بھٹکے ہوئے دل کو پناہ دی میں نے
تیرے حسن کی تاب کہاں مجھے محمودؔ
تیرے کتوں میں رہوں ، دعا کی میں نے

خواہش ہے کہ دل میں خواہشیں نہ رہیں
بس رہے تُو دل میں آلائشیں نہ رہیں
بن کے تیرا فقیر پھروں بیابانوں میں
اک عالم ہو مستی کا نمائشیں نہ رہیں

میری طرف وہ بن کر پیکرِ کرم آئے ہیں
دیکھے بہت فیض رساں مگر ایسے کم آئے ہیں
لکھتا رہتا ہوں اُن کے قصے سدا محمودؔ
بس اسی کام کے لیے شائد ہم آئے ہیں

لکھنے کا ہنر ناداں کوئی سکھا جاتا ہے
خود میں نہیں لکھتا بس کوئی لکھا جاتا ہے
یہ اُس کا اندازِ کرم قلندر پہ محمودؔ
خود آتا نہیں سمجھ دل میں سما جاتا ہے

نہیں دل میں جگہ تو اُس کی آرزو کیسی
نہیں خیال اُس کا پھر اپنی آبرو کیسی
جس تقریر و خطاب میں نہ ہو ذکر اُس کا
وہ سب عبث ہے محمودؔ وہ گفتگو کیسی

ہر طرف پھرتی ہے نگاہ کہ اُسے دیکھے
وہ تو ہے خود قریب چھپا کہ اُسے دیکھے
قربِ شیخِ کامل سے ملتا ہے یہ پتا
وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ہے گواہ کہ اُسے دیکھے

یہ دستور ہے کہ حکمِ خدا ہے
میں تو کہتا ہوں یار کی رضا ہے
حقیقت اس کی پانا نہیں ممکن محمؔود
یہ راز کسی پہ ہرگز نہ کھلا ہے

سنگ کا جو ساتھی نہیں سنگ کی نہ بات کرے
رنگ جس کا اپنا نہیں رنگ کی نہ بات کرے
پروانہ ہی مرمٹتا ہے شمع پہ محمؔود
ناواقفِ پروانہ پتنگ کی نہ بات کرے

کسی کی کیا جاگیر ہوتی ہے
سب اپنی تقدیر ہوتی ہے
اوروں سے کیا مطلب تجھے محمود
ترے سامنے اس کی تصویر ہوتی ہے

جس کو چاہیں دیوانہ بنا دیتے ہیں
جب چاہیں محفل کو سجا دیتے ہیں
ان کے کرم کا پھر کیا کہنا محمود
گالیاں دیتا ہو کوئی تو دعا دیتے ہیں

شہرِ عشق کا بھی کتنا انوکھا نظام ہوتا ہے
دن کو بے تابی رات کو جاگنا عام ہوتا ہے
بھوک ہو یا پیاس ہو یا پھر ہو شدتِ غم
ہر مشکل میں لب پہ یار کا نام ہوتا ہے

بندہ جب اُس کی آنکھ کا نشانہ بنتا ہے
آنکھ پیمانہ بنتی ہے تو دل میخانہ بنتا ہے
ویسے تو کوئی نہیں کسی کا بنتا محمودؔ
جو اُس کا بن گیا اُس کا زمانہ بنتا ہے

دل کو سرور و کیف و ترنم ملا ہے
یہ تب ملا ہے جب اُن کا یہ غم ملا ہے
شب و روز یاد ان کی دامن گیر رہتی ہے
ان کی زیارت کا جام بشکلِ کرم ملا ہے

سینے میں بجائے دل کے تیرا نام رکھا ہے
میری تقدیر میں کچھ نہیں اک تُو ہی لکھا ہے
تیرا حسنِ سراپا ہے نشہ میرا محمودؔ
ازل سے تو میری رگ رگ لُوں لُوں میں رچا ہے

خود پھرتا ہے کعبہ میں دل پھرتا ہے اغیار میں
یوں نہیں ہرگز قرب اُس کا تیرے اختیار میں
لاکھ سجدے بھی کیئے اور طواف بھی کیئے محمودؔ
پر کسی قلندر کو شک ہے تیرے پیار میں

لکھنے والے قسمت میں کچھ ایسا لکھ دے
ہو ان کی گدائی اور وہ کاسہ لکھ دے
تڑپ رہی ہیں مدت سے دیدِ یار کو
دکھتی آنکھوں کو دیدار ذرا سا لکھ دے

جو فنا اس میں ہوئے جھنڈے لہرائیں کیوں نہیں
ہر سمت سے لوگ پھر اُن کے در جائیں کیو ں نہیں
اُن کے نغمے اُن کے گیت گاتے پھرتے ہیں سبھی
سب قلندروں کے دل پھر جگمگائیں کیوں نہیں

اگر واقفِ اسرار نہیں تو قلندر نہیں
کتابوں میں ہوا غرق اس کے کچھ اندر نہیں
لباسِ فقر میں پھرتے ہیں ہزاروں محمؔود
ظاہر میں چمک ہے باطن میں تونگر نہیں

کنارہ پا نہیں سکتا حقیقت سمندر کی
عقل والا کیا جانے حالت کسی کے اندر کی
بدلتے ہیں اندازِ زمانہ جن سے محمودؔ
وہ مظہر جمالِ ذات ہے صورت قلندر کی

جو کبھی نہ ایک در کے ہوئے
سمجھو وہ دربدر کے ہوئے
منزل چھپی ہے ایک نقطے میں
ہٹ کے یار سے نہ گھر کے ہوئے

جو دل و جان سے یار پہ قربان ہوتا ہے
پاتا ہے دل کی چمک کامل انسان ہوتا ہے
رکھتا نہیں طلبِ زمانہ وہ محمؔود
دراصل وہ زمانے کا سلطان ہوتا ہے

میری بے وفائیوں کو درگزر کرتے رہے
میں گناہ کرتا رہا اور وہ نظر کرتے رہے
جبکہ زمینِ دل تھی بہت شوریدہ محمؔود
پھر بھی عاجز کے دل میں وہ اپنا گھر کرتے رہے

بلا کی تڑپ کسی رشکِ قمر میں ہے
کہ اسکی آہ کا اثر دیکھا جگر میں ہے
کر دے بپا حشر زمانے میں وہ محمودؔ
کہ پورے دہر کی طاقت اسکی نظر میں ہے

پوچھا جو کسی نے پیار کے متعلق
سوچتا رہا تیرے اقرار کے متعلق
لکھی ہو جس کے مقدر میں خزاں محمودؔ
وہ دل کیا جانے بہار کے متعلق

تیرا پیار تیرے وہ سہارے یاد آتے ہیں
تیری وہ ادائیں ، وہ نظارے یاد آتے ہیں
تجھے تو شاید نہ یاد ہوں وہ یارانے
مجھے وہ مسکرانا وہ اشارے یاد آتے ہیں

کوئی نہ ہمدرد نہ مونس و غمخوار دیکھا
جھوٹی محبت دیکھی جھوٹا پیار دیکھا
ساتھ نبھانے کا دعویٰ تو ہر کسی کا تھا
مگر برسِرِ میدان سب کو غدار دیکھا

اک آہ کچھ اندر سے نکلی ہے ایسے
کہ دل میں بجلی سی کڑکی ہو جیسے
آگ تو سرد ہوتی ہے پانی سے محمودؔ
یہ آتشِ دل مگر اب بجھے کیسے

جس کو اک مرشدِ دلدار ملتا ہے
اُس کو مصطفٰےؐ کا پیار ملتا ہے
جسے مل گیا عشقِ نبیؐ محمودؔ
اُس کو عشقِ پروردگار ملتا ہے

علم انسان کو تکبر کی ہوا دیتا ہے
گھر کا چراغ کبھی گھر کو جلا دیتا ہے
تم تو واقفِ تماشئہ دیدار نہیں
سنو ! نفس انسان کو شیطان بنا دیتا ہے

لگانا دل سوچ کر اس زمانے میں
بکھر نہ جاؤ کہیں انجانے میں
انہیں دیکھیں تو ملے حیاتِ نو
مزہ آتا ہے انہیں ستانے میں

کرم کی برسات ہوتی رہے گی
جب تک اُن کی بات ہوتی رہے گی
بنا لو دل میں اُن کا گھر محمودؔ
پھر ہر وقت ملاقات ہوتی رہے گی

یاد کرتا ہوں جن کو میں وہ یاد آتے نہیں
ناحق ستاتے ہیں وہ خواب میں آتے نہیں
بے تاب منتظر ہوں ازل سے جن کا محمودؔ
بات کرتے ہیں قرب کی قرب میں آتے نہیں

من کی دنیا میں تب بہار ہوتی ہے
روح جب اُن کے قدموں پہ نثار ہوتی ہے
ادب والوں پہ رشک کرتی ہے جنت محمودؔ
رحمتِ خدا ہر گھڑی ہر بار ہوتی ہے

خوش رہو ہمیشہ بہارِ چمن تمھیں نصیب
میرے گلشن میں شاید ابھی بہار نہیں
رہے گا تیرا انتظار تو سدا محمودؔ
تیرے دیدار کے بناں کہیں قرار نہیں

جس نے بھی اُن کی قربت پائی ہے
کل جہاں پھر اُس کا شیدائی ہے
ہوں اُن کو پکارنے والا ہر دم
شکرِ مولا کیا قسمت بنائی ہے

فقیر زندہ ہو تو یہ مزار ڈھونڈتے ہیں
کیسے لوگ ہیں گلوں میں یہ خار ڈھونڈتے ہیں
اپنا اپنا یہ نصیب ہوا کرتا ہے محمودؔ
ہم تو خزاں میں بہار ڈھونڈتے ہیں

تجھ سے ہے لگن میری اس لئے گلہ کرتا ہوں
اوروں سے نہیں ملتا تجھ سے ملا کرتا ہوں
مشکل کشا ہر حال میں تُو ہی تو ہے اے مولا
اسی لیے ہر وقت میں تجھ کو صدا کرتا ہوں

جو ہمنشینِ فقیر ہیں پاتے ہیں خلعتیں
کرتی ہے رشک ان پہ دنیا پا تے ہیں جنتیں
ذکرِ خدا ، ذکرِ رسولؐ ملتا ہے فقیر سے
اُس کا کرمِ خاص ہے اسی کی سب ہیں رحمتیں

جو اپنے مرشد کو ملا نہیں کرتا
اُس کا کوئی بھی تذکرہ نہیں کرتا
بن نہ سکے جو کسی فقیر کا محمودؔ
وہ کسی سے کبھی وفا نہیں کرتا

ملا کر تجلیات کو یہ رمضان بنا دیا
حصولِ برکات کے لیے پھر انسان بنا دیا
دیکھ سکے کوئی تو دیکھے اس مہینے میں
قلبِ مومن کو رب نے اپنا مکان بنا دیا

نبیؐ کا صدقہ ہے کرم کا نزول ہے
یہ اِس پاک مہینے کا اپنا معمول ہے
اگر ہے دل میں عشق محمدؐ محمودؔ
پھر یہ بات سمجھ لو کہ عبادت قبول ہے

جب اپنے گناہوں کا شمار ہوتا ہے
بے شک یہ دل سینے میں بیمار ہوتا ہے
سوچ کر یہ سنبھل جاتا ہوں محمودؔ
اُسے کیا ہو جس کو محمدؐ سے پیار ہوتا ہے

بندۂ بو تراب حق کا ولی ہوتا ہے
وہی قوت کا مظہرِ جلی ہوتا ہے
تاثیر و طاقت کا جو ہے سمندر محمودؔ
بس وہ قلندر تصویرِ علیؑ ہوتا ہے

اندر سے گرچہ ہو تُو جتنا بھی رنجیدہ
ظاہر میں بہر طور بناؤ سنگار رکھ
ہوں بے شک خرد میں تیرے لاکھوں افکار
مگر دل میں اے دوست ہمیشہ بہار رکھ

اک خوشبو سی سانسوں میں بسی ہو جیسے
دل نے چپکے سے کوئی بات کہی ہو جیسے
آتی ہے اک آواز مسلسل مست ادا کی
من کی دنیا میں ان کی محفل سجی ہو جیسے

میرے مالک میں ایسا اثر چاہتا ہوں
تیرے بناں جو تڑپے جگر چاہتا ہوں
نہیں کوئی آرزو بجز اِس کے محمودؔ
بس اپنے اس دل میں تیرا گھر چاہتا ہوں

کرم کچھ اس طرح رسولؐ کرتے رہے
دعا میری ہر وقت قبول کرتے رہے
میرا ظرف گرچہ ناقابل تھا اُس در کے
رحمتوں کا پھر بھی نزول کرتے رہے

دل کے بغیر کوئی تونگر نہیں ہوتا
گر نہ ہو سلطنت تو سکندر نہیں ہوتا
یوں تو لاکھوں لکھتے رہتے ہیں محمودؔ
لکھنے سے مگر کوئی قلندر نہیں ہوتا

الٰہی آقاؐ کا واسطہ ہے تجھے
اور کیا مانگوں میں بس بخش دے مجھے
کرم کر یہ کہ انتہائے کرم نہ ہو
آئینہ ء دل میں بس آقا رہیں بسے

جس کو اپنے مُرشَد کا خیال رہتا ہے
اس کا بے شک اچھا حال رہتا ہے
جس کو نہیں تصورِ مرشد محمودؔ
اس کے سر پہ ہمیشہ وبال رہتا ہے

ان کے قرب سے مجھے ایسے رنگ ملے ہیں
کہ زندگی کے مجھے سارے ڈھنگ ملے ہیں
نہیں رہی خواہش کسی اور کی محمودؔ
ہم ایسے دلربا کے جا سنگ ملے ہیں

ان کو ملیں الفاظ تو لکھتے ہیں
ہم کو آئے آواز تو لکھتے ہیں
لفاظی و تخیّل انہیں ہیں درکار
ہم ھُو کا بجے ساز تو لکھتے ہیں

چھوڑ جاسن اِک دن سب سکھیاں یارو
بند ہوسن جدوں ایہہ اکھیاں یارو
وچ محشر دے کسے نئیں کم اونڑاں
پاک محمدؐ تے آساں رکھیاں یارو

سب توں اُچّا تے پیارے محمدؐ دا ناں ایں
چمکی جِدے نور نال ایہہ ساری تھاں ایں
جیہڑا اُس در توں ردیا گیا محمودؔ
اوہدا فیر کدرے نئیں پوندا نیاں ایں

ہر ہر تھاں تے روشنی سب اُس نور دی اے
اِیہہ میں نئیں ساری خدائی دسدی اے
جے تیری نئیں اپنی نظر کملیا
جا ویکھ لے روضے تے رحمت وسدی اے

کملی والے جیا تینوں پیارا نئیں لبھنا
اُس سوہنڑے ماہی بغیر کنارہ نئیں لبھنا
انہاں نفلاں نمازاں تینوں نئیں کم اونڑاں
وچ محشر دے محمود فیر سہارا نئیں لبھنا

سامڑیں کر کے مار دا پیاں ایں چنڈاں یارا
شک نئیں میں چاپئیاں گناہ دیاں پنڈاں یارا
لئی پھر دا ہاں وسیلہ میں نبیؐ دی ذات دا
جدے مٹھے بول نے میتوں وانگ کھنڈاں یارا

عشقِ آقاؐ دا ہر ویلے کردا ہاں وپار یارا
جد ملن پروانے ہو جاندا آں خریدار یارا
ایہناں دل دے انھیاں نوں کی سمجھاواں میں محمودؔ
میں نئیں خرید سکدا خرید دے نے خود سرکار یارا

نبی پاکؐ دے پیارے نوں آباد ویکھ کے
منکر دے دل وچ پیا اُٹھ دا ہے ساڑ اے
ازل توں در بدر پئے سب نے پھردے
بے شک بے ادباں نوں ربّ دی مار اے

میں کملا ہاں میرا غوث بڑا لجپال یارا
ایج نبھائی اس کملے نال کر گیا مالا مال یارا
دولتِ باطن ملی اس سچے دے کولوں محمودؔ
چمک پیا اے دل میرا اس دا ہے کمال یارا

اللہ والیاں دے چمکدے مزارن
تے نال سوہنی سجدی مسیت اے
گستاخاں دی کی پچھداں اخیر اے
انہاں دی تے ہوندی مٹی پلیت اے

اصل لوگ ہمیشہ سچے وفا دار ہوندے
ایہہ سچ زمانے دے اندر یارا
کم اصل بندہ کدی نہ یار بن دا
پیا کہندا ای ایہہ گل قلندر یارا

لکھیا پڑھیا بھل جاندا جدوں ماہی نظر ملا جاوے
ایہہ کتاباں نیئیں کم اوندیاں جدوں ماہی سامنے آجاوے
ہر فقیر اللہ سوہنے دے ایہہ ای دسیا محمودؔ سانوں
اوہ دل نہ کدی برباد ھوندا جتھے ماہی جھلک دکھاجاوے

ہووے حکیم قابل وڈا تے تاں یارو
کسے بیمار دی بیماری دا پتہ چلدا
جے یاری لائی ہووے کسے یار دے نال
ہووے یار اصل تے یاری دا پتہ چلدا

دنیا دے وچ بدعقیدہ توں ودھ کے
میں ویکھیا ہور کھٹا بھی کوئی نیئں
عاشق دی قبر تے روضے نے بن دے
منافق دی قبر تے وٹا بھی کوئی نئیں

اسیں تے بھاویں گندے آں
لیکن تیرے بندے آں
اسیں نئیں رکھدے ذاتی رنگ
سجن دے رنگ وچ رنگے آں

ان پڑھاں تے بے گُریاں نوں آپے گُر سکھا دیندے
اپنے آپ لکھن نئیں ہوندا جو سمجھن لکھا دیندے
لکھ ہزار کتاباں ساریاں بے شک پڑھ لے توں محمودؔ
نظر کرن اک پل وچ چودھاں طبق پڑھا دیندے

تہانوں مار رب دی تہاڈے اندر ولی کوئی نئیں
کرم سرکارؐ دا ہے ساڈے اندر کمی کوئی نئیں
چائی پھردے نے بسترے در در تے کملے محمودؔ
نظر اوندے نیک یارو دل اندر نمی کوئی نئیں

در در دی گدائی گدائی نئیں ہوندی
ہر جا متھا ٹیکنا سچائی نئیں ہوندی
بناں فنا سچی ذات دے محمودؔ
سچے رب تک کدیں رسائی نئیں ہوندی

مورکھ نال کدی نہ تو رکھیں صحبت
کوئی گُر والا نہ دے دلیل سنگیا
پہلی عمر تینوں نئیں سمجھ اونڑی
پچھے چل کے فیر ہوسیں ذلیل سنگیا

گل نال گل ہوندی بے گل نہ گل لا بویں
دل غیر دی جائیں کسی نو ں نہ دے جا بویں
گلاں یار دیاں من اندر پاکے محمود
نفس پلید نوں تُو بے شک کر تباہ بویں

اسیں دیوانے آں اک شمع دے
سانوں طلب نئیں کوئی ہور سنگیا
ساڈے دل وچ دلبر وسیا اے
ساڈی جگ توں وکھری ٹور سنگیا

شیر دی تھاں تے پتر شیر بیٹھدا
جد چھڈے جگہ تے فیر بیٹھدا
اج تک میں نئیں سنڑیا اے محمودؔ
کہ شاہین دے گھر بٹیر بیٹھدا

میرے سچ دی کڑواہٹ کولوں
کئی لوگ نِکمّے گبھرا جاندے
جو پیار کردے قلندر نال
سچ اے حقیقت نوں پا جاندے

ایہہ راہ نئیں ہر جوگی اس دی طرز عجیب اے
ایتھے نئیں تکیا جاندا امیر اے یا غریب اے
سمجھیں یار نوں سب توں اُتّے توں محمودؔ
اپنے آپ نوں ماریئے تد ہوندا یار نصیب اے

اوہ نظر کرن تے ہوندے نے ویرانے آباد یارا
جے دل نال یاد کریں نہ ہوویں گا برباد یارا
اوہ دل سدا خوش رہندے جتھے پیَر انہاں دا ہووے
جے اندروں ماری کوک ہووے سن دے نے فریادیارا

رضا سب توں مقدم خدا دی ہے
اس اگے کوئی نہ چلے تدبیر یارو
کوئی بولی بولن تے نئیں جی کردا
مینوں ایہو جیا ڈنگیا اے اس تقدیر یارو

چپ رہویں نہ کھولیں زبان اپنی
متاں بول کے کھو دیویں شان اپنی
منصور بولی بول کے تے چپ ہویا
فیر بولی بولی اے جہان اپنی

نئیں رکھدے جیہڑے روزے اوہ رحمت توں دور رہندے
کدی نہ پوری پوے بڑے اوہ مجبور رہندے
جنہاں منیا اے حکم پیارے خدا دا محمودؔ
انہاں دلاں دے اندر نے خود حضورؐ رہندے

اس ماہِ مبارک اندر رحمت ٹھاٹھاں مار دی نے
شیاطین سارے قید ہوئے اگ انہاں نوں ساڑدی نے
مومناں واسطے تے ہے رب دا ایہہ انعام وڈا
ملیا رمضان سانوں اے رحمت ربِ ستّار دی نے

بناوٹی پھُلّاں دے اندر سنگیا
تجربے دی گل اے رس نئیں ڈِٹھی
پیو دادے والے نبھاندے نے سنگتاں
کمینے دی سنگت اچ چس نئیں ڈِٹھی

☆☆☆☆☆

رباعیات

پنجتن سے جو غفلت کی بھول کرے
خدا کبھی نہ اس کی عبادت قبول کرے
کرتا رہے ہزار سجدے محمودؔ
دکھاوا ہے سب ، سب فضول کرے

جب قمرِ محرم کا مہینہ آتا ہے
قربِ ابنِ علیؑ کا قرینہ آتا ہے
نورِ قلب ہوتا ہے میسر محمودؔ
جن کو غمِ حسینؑ میں جینا آتا ہے

جو آل و اصحاب سے پیار کرتا ہے
وہ نبیؐ کی نبوت کا اقرار کرتا ہے
ہو دو میں سے کسی کا بھی منکر محمودؔ
وہ اپنی مسلمانی کو خوار کرتا ہے

تیرے دربار کا الگ اصول دیکھا
یہاں پر تو ہر کانٹے کو پھول دیکھا
یہ تیری نظر تھی قلندر شہباز
عاجز نے خود کو ہوتے قبول دیکھا

اے چہرۂ خوش رنگ نہ دیکھ ادھر تُو
میرے پاس نہیں کچھ سوائے اللہ ھُو
مانا کہ تیرا حسن ہے معروفِ زمانہ
ہوں کشتۂ نظر جس کا اس کی ہے جستجو

مانا کہ میری آہ میں اتنا اثر نہیں
مگر تجھے بھی تو کوئی میری خبر نہیں
سو بار میں نے دل کو تیری خاطر ہے سجایا
تیری نگاہ اے ظالم پھر بھی اِدھر نہیں

میری روح تب سے تیری شیدائی ہے
جب سے تو نے اک جھلک دکھائی ہے
میں نے دیکھیں ہزار لذتیں زمانے میں
تیرے حسن سے مگر لذت عجیب پائی ہے

بیماری دا رولا پونا نئیں چاہی دا
فقیر دی گل اے گھبراونا نئیں چاہی دا
ہوندی اے کرم نوازی بیماری وچ
درداں دا قصّہ سنانا نئیں چاہی دا

متفرق

جو یار کے سوا اور کو سیلیکٹ کرتے ہیں
وہ پیدا اپنے اندر ڈیفکٹ کرتے ہیں
مرمٹے ہیں جو قدمِ یار پہ محمودؔ
بے شک یہاں سے بات ڈائریکٹ کرتے ہیں

قلندر کے راستے میں کیا غار دیکھی ہم نے
سخت گرمی میں ٹھنڈک کی بہار دیکھی ہم نے
آتی تھی وہاں ٹھنڈی ہوا ایسے محمودؔ
جیسے جنت کی میٹھی گلزار دیکھی ہم نے

ہر علاقے میں خدا نے کمال رکھا ہے
زمینِ سندھ نے گرمی کو ہی پال رکھا ہے
ہماری فطرت میں تلخی تھی بہت محمودؔ
جب ہی مولا نے ہمارا خیال رکھا ہے

بہر صورت عذاب ہے ہر اک سفر یارو
اسی وجہ سے دین میں نماز قصر یارو
درویش طلبگارِ سفر رہتے ہیں اکثر
کوئی سفر ہے وسیلہء ظفر یارو

لکھتے جاؤ شاہد کہ لکھائے جارہا ہوں
دبے لفظوں میں غم اپنا سنائے جارہا ہوں
سب کچھ دیکھ کر پھر بھی نہیں دیکھتے محمودؔ
ہے ظرفِ عطا کہ حالِ دل بتائے جارہا ہوں

ہے دوستوں کا دوست غلام ربانی
رہتا ہے زیرِ نگاہِ جیلانی
خدا اس کو رکھے یوں خوش محمودؔ
یہ کرتا ہے دل سے نگہبانی

ہماری تہذیب لے گئے انگریز یارو
ہم اُنکی وراثت سے ہیں لبریز یارو
چھوڑ کر طرزِ حیاتِ مسلماں کو ہم
گوروں کی نقل میں ہوئے ہیں تیز یارو

جو بھی بیسٹ فرینڈ کرتے ہیں
وہ زندگی کا اینڈ کرتے ہیں
خود سے نہیں وہ بولتے کچھ
یار انہیں لفظ سینڈ کرتے ہیں

جیسے قلندر کا کارڈ ملتا ہے
اُسے زندگی کا ایوارڈ ملتا ہے
بندوں کی چاہت نہیں رہتی محمودؔ
اُسے تو چاہت میں گاڈ ملتا ہے

اپنے پرستاروں کو اس انداز سے وہ
انوکھا زمانے سے یوں گفٹ کرتے ہیں
دور کرتے ہیں بلاؤں کو سر سے محمودؔ
زحمت کے بدلے رحمت شفٹ کرتے ہیں

سادہ دل عوام تو ریلیف چاہتے ہیں
درد مند حکمران دینا گریف چاہتے ہیں
پبلک تو ترستی ہے دال سبزی کو
باشعور لیڈر مٹن بیف چاہتے ہیں

☆☆☆☆☆

متفرق اشعار

روحِ کل جن و انس ملائک کا چین
محمدؐ و علیؑ فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ

چمنِ مصطفےؐ کی ہے ہر اک کلی
صدیقؓ و عمرؓ ، عثمانؓ و علیؓ

شکوہ ہے اپنی نظر سے الزام کسی پہ کیوں ہو
لگی ہے جو آگ دل میں اسے کون بجھانے آئے

ملاقات جب ہوتی ہے تو دیکھ کر ادھر
بس ترچھی نظر سے مسکرا دیتے ہیں وہ

اتنا تو یقین ہے مجھ کو کہ دیکھ کر جمالِ حسن
صنم تیرے ہاتھ سے آئینہ گر گیا ہوگا

تیری نگاہَ ظالم ، تیرا حسن لا جواب
تیری مسکراہٹ کا وہ لمحہ لمحہ یاد ہے

کس کو سناؤں شعر کہ رکھتے نہیں ہیں درد
سمجھنا ہو قلندر تو دل مانگو خدا سے

تمہارا نقش ہے میرے دل میں تم ہو میری تقدیر میں
یہ جنوں ہے یا حقیقت کبھی بولتے ہو تصویر میں

خوشبو اُن کے پیار کی مستیٔ حیات ہے
یہ ایک کرشمہ ہے خود وہ کیسے ہوں گے

خوشبوئے حسنِ یار نے ہونٹوں کو معطّر ہے کیا
کرتا ہوں جب بیان ترا تو آتی ہے خوشبو تیری

عقل کرتی ہے تلقین کہ ضبط کرو خود پہ
حالِ دل کم عقل کی عقل میں کیسے آئے

ہے عقل بھی بڑی چیز قریبِ عقل منداں
افسوس یہ ہے کہ دل مانگتے رہے خدا سے

جس سے بکھر جائے زندگی کسی دیوانے کی
ہمنشیں ایسے پر خطر کھیل کھیلا نہیں کرتے

بھول جاتے ہیں تمہیں اس شرط پہ جاناں
دیکھوں اگر پھول تو تم یاد نہ آؤ

ہم آس لگائے بیٹھے ہیں وہ وعدہ کر کے بھول گئے
یا سامنے ساجن آجاؤ یا کہہ دو تم سے پیار نہیں

کوشش بہت کی لکھوں نامہء محبت
بیتابیء عشق نے الفاظ چھین لیے

تنہائی میں بیٹھ کر یاد کرتے رہے اکثر
یہ اور بات کہ توجہ تمہاری ادھر نہیں

جب بھی اٹھاتا ہوں قلم کہ کچھ لکھوں
تو سامنے آتا ہے سراپا تیرا

بچپن سے تجھے چاہا تھا اے روحِ جاں
ملے ہو خواب میں لیکن پردہ کئے ہوئے

انہیں دیکھ کر کچھ ایسا دیکھتا ہوں میں
کہ ہیں وہی سامنے دوسرے شاید نہیں

جب آتی ہے یاد تیری تھام لیتا ہوں جگر
جب سے بچھڑے ہو تم حسرتِ جاں باقی نہیں

ذرا غور کر میری نادانیوں پر اے رشکِ دل
کہ بکھر بکھر کے کتنا ہی نکھر گیا ہوں میں

سپنے میں دیکھ کر دولتِ دل ملی اِس طرح
کہ جیسے پائی ہو آج نئی زندگی میں نے

تھا عجیب لمحہ جب آئے وہ گھر ہمارے
دیکھا جو مکھڑا یار کا ہم ہوگئے بس یار کے

بناں دیکھے یار کے اگر ملتا دل کو سکوں
تو کوئی بھی دیدِ یار کی رکھتا نہ آرزو

آج ملے جی بھر کے پیاس مگر باقی ہے
یا رب ایک موقع اور تجھ سے مانگتا ہوں میں

دل کرتا ہے دیکھوں ہر لمحہ تجھ کو
کاش کرتا خدا نصیب ایسی قربتیں مجھے

وہ اس انداز سے گویا ہوئے کہ
دل کی گہرائیاں بھی چونک پڑیں

میں دیکھتا ہوں چاند اکثر رات کو
دیکھا جو ایک رات تو سامنے تھے آپ

ہو جائے اگر کوئی کسی روپ میں ظاہر
پاگل جان کر تم کیوں اس کا دل جلاتے ہو

بلبل کو ہو پھول مبارک پیارے
ہم کو بس کافی ہے خوشبو تیری

کیا معلوم کسی کو دردِ عشق کیا ہے
رازِ محبت جانتے ہیں نازک مزاج والے

قلندری ماہیے

گڈی اتے کماد آیا

منہ ویکھ آقا ﷺ دا سانوں بڑا وے سواد آیا

آسمانی تارے نے

اگے ساڈا نبیؐ جاندا ، پچھے عاشق سارے نے

چن چودویں بڑا پھبدا

سونڑیں بہوں ویکھے پر اُس جیا کھتے لبھدا

میرا سوہنا جیا چن ماہیا

جے نظر کریں تے چمکے من ماہیا

کوئی گلاب دا پھل ماہیا
اوہدا ویکھ مکھڑا جاندے حسن سارے بھل ماہیا

کیا حسن سجایا اے
سارے کم چھڈ کے بس آپ بنایا اے

کون اُس دیاں شاناں دا
اُسدی کی ریس کریں جو سردار جہاناں دا

جِدا محتاج زمانہ اے
ساریاں توں اُچا اے حسنینؓ دا نانا ﷺ اے

اُچی شان بتولؓ دی اے
گندیاں نوں گل لاڑاں اے سنت رسولؐ دی اے

کیا شانِ کریمی اے
سارے جگ نوں جس رنگیا اوہ درِ یتیمی اے

☆☆☆☆☆

عصرِ حاضر

عصرِ حاظر

واہ واہ چنگا سی پرانا ویلا
ہن پے گیا اے بڑا جھنبیلا

اوہ کھاندے سن مکھن تے لسی
ہُن پوری نئیں چینی تے پتی

رات نوں بہہ کے پاندے سن کہانیاں
ہن ہوئے وکھ ٹی وی دیاں مہربانیاں

سلوک سواد پہلے ہوندا بڑا سی
چنگی بہت لگدی سی پھوپھی تے ماسی

ہُن بدل گیا اے سارا زمانہ
نئیں چنگا لگدا چاچا تے ماما

کپڑا تے جُتی بڑی چنگی نے لیندے
مسجد نوں چھڈ کے جا ہوٹل تے بیہندے

وڈے دا ادب تے تمیز مُک گئی اے
بس انگریز دے اگے پبلک جُھک گئی اے

کسی نوں بھی کدھرے ملدا نہ چین اے
وجہ صرف ایہہ کہ بدلیا ڈیزین اے

ہو گیا اے سب نوں درد شقیقہ
اسیں چھڈ دتا بزرگاں دا طریقہ

پہلے لبھ جاندی سی سروس چنگی
ہن بھرتی ہو سکدا نئیں اک بھنگی

یاری تے دوستی ہن اصل نہ رہی اے
سب منافقت دی ریت پے گئی اے

بھل گئے سانوں اپنے سب ہیرو
تاں ہی ہوگئے اسیں ہُن زیرو

ہوگیا دین والا قصہ تمام اے
جدوں دے بنے نفس دے غلام اے

کی کی دساں میں ہور اپنا حال اے
پے گیا ساریاں دے سر تے وبال اے

فقیراں دا پہلے ہوندا سی چرچا
ہن تے ہو رہی اے شیطان دی پوجا

اگے لوگ لبھ لبھ چمدے مزاراں سن
دلوں اوہ خوش سن منہ تے بہاراں سن

بس کج منافق آ وڑے دین اندر
ایمان دلوں نسیا ، ہُن پھرن وانگ بندر

پھردے پئے نے کئی بن کے ملنگ
چھوڑ دتی نماز ، پی لِتی اے بھنگ

غلامیء مصطفےٰؐ جس نہ کیتی قبول اے
اس دی فقیری تے پیری فضول اے

مقام بڑا اُچا ہے مقامِ قلندر
جے کوئی سمجھے تے ہے اک سمندر

فقیری دا دعویٰ ہے اوہو پیا کر دا
جس نوں سئیں پتہ محمودؔ اپنے اندر دا

☆☆☆☆☆

الخاکی

انٹرنیشنل اسلامک سنٹر

قلندر مخدوم پیر سید محمود الحسن شاہ خاکی کے زیر نگرانی" محبت مشن سنٹر " کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔سنٹر پر مخدوم پیر سید رسول شاہ خاکی کی کتب تصاویر اور قلندر مخدوم پیر سید محمود الحسن شاہ خاکی کے تصوف اور روحانیت کے موضوع پر خطابات کی آڈیو ،وڈیو، CDs اور عرس مبارک کی آڈیو، وڈیو کیسٹس دستیاب ہیں۔

پتہ:

محبت مشن سنٹر

دربار مخدوم پور شریف (مرید) ضلع چکوال، پاکستان۔

فون:0543-594333 موبائل:0333-5906401

ای میل:khakishah@hotmail.com

تذکرۂ خاکی

حضور پیر سید رسول شاہ خاکی کے حالات ،واقعات وارشادات پر مبنی کتاب تذکرۂ خاکی منظرِ عام پر آچکی ہے۔جس میں حضور پیر صاحب کی سوانح عمری کا تذکرہ ہے اور اُن واقعات کو قلم بند کیا گیا ہے جو کہ مختلف مُریدین کے ساتھ پیش آئے۔اس کتاب میں موجود واقعاتِ اہل خانہ اور پیر صاحب کے ارشادات کتاب کی زینت کا باعث ہیں۔کتاب مندرجہ ذیل پتہ سے حاصل کریں۔

پتہ:

محبت مشن سنٹر

دربار مخدوم پور شریف (مرید) ضلع چکوال، پاکستان۔

فون:0543-594333 موبائل:0333-5906401

ای میل:khakishah@hotmail.com